جناب پروفیسر محمد افضل رضا صاحب
اکوڑہ خٹک

تحریک آزادی کا پہلا میدان کارزار اکوڑہ خٹک

وادی گندھارا کا قدیم ترین قصبہ اکوڑہ خٹک اگرچہ اکوڑخان (۹۸۹ھ پ) (دور اکبری) کے نام سے موسوم ہے۔ جو صاحب سیف و قلم خوشحال خان خٹک کا جد امجد تھا۔ لیکن غزنوی اور غوری ادوار میں اسے سرائے حیثیت حاصل تھی۔ وسط ایشیا سے تجارتی مال و اسباب لیکر درہ خیبر کے راستے پشاور میں داخل ہوتے اور قیام کرنے کے بعد برصغیر میں وارد ہونے کیلئے اٹک کے مقام سے کچھ فاصلے پر قائم دریائے کابل اور پہاڑوں کے درمیان اسی تاریخی سرائے میں قیام کرتے تھے۔ اکوڑہ خٹک اب تک سرائے کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بلکہ حال ہی میں اکوڑہ خٹک میں واقع عمراخان غونڈئی سے گوتم بدھ کے بتوں کی برآمد سے یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ یہ سرائے قبل مسیح زمانے کی ہے۔ جو اپنی قدامت اور تاریخی اہمیت کے لحاظ سے مزید تحقیق کا تقاضا کرتی ہے۔

(۱). دور اکبری :-

تحریک آزادی میں فرزندان اکوڑہ خٹک کے تاریخی کردار کا جائزہ لیتے وقت سب سے پہلے موجودہ اکوڑہ خٹک کے بانی اکوڑ خان کی شجاعت پر نظر پڑتی ہے۔ جنہوں نے علاقہ چراٹ میں آباد ہندو جوگیوں کے خلاف اعلان جنگ کیا تھا، کیونکہ وہ اسلام کے خلاف منافرت پھیلانے میں مصروف تھے۔ اور اکبر کی نرم مذہبی پالیسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کفر و شرک کی اشاعت اپنا فریضہ اول سمجھتے تھے۔ ایک بار اکبر نے اکوڑ خان خٹک سے ایسے ہندوؤں کی تعداد کے بارے میں پوچھا جنہیں مذہبی جمعیت کی وجہ سے آپ نے قتل کیا تھا تو آپ نے جواب دیا "شمار معلوم نہیں۔ البتہ ایک طرح سے حساب لگایا جاسکتا ہے وہ یہ کہ ان کے کان میں جو بالی ہوتی تھی، قتل کرنے کے بعد وہ بالی اتار کر میں مٹکے میں رکھ دیتا تھا، اور اس طرح ان سے دو بڑے مٹکے بھر گئے۔ اکوڑ خان پہلے ان جوگیوں کو دعوت اسلام دیا کرتا تھا۔ اگر دعوت رد کردی جاتی تو انہیں قتل کر دیا جاتا تھا" (۱)

---

(۱). پشتون کون۔ پروفیسر پریشان خٹک (ص ۳۲۷ / ۳۲۸)

(ب). دور شاہجہانی :-

شاہجہانی دور حکومت میں یہاں حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب شیخ ارخ الدین سلجوقیؒ کا سلسلہ رشدوہدایت جاری تھا۔ دینی علوم میں حضرت شیخ قطب الاقطاب حضرت شیخ رحمکار کاکاصاحبؒ کے استاد تھے۔ لیکن طریقت میں آپ ان کے مرید تھے۔ سنہ ۰۴ء میں اکوڑہ خٹک میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مرجع خاص وعام ہے۔ شاہجہانی دور میں صاحب سیف وقلم خوشحال خان خٹک نے مذہبی اور اسلامی جذبہ جہاد کے تحت سنہ ۱۶۳۲ء میں مہم کانگرہ میں مغل حکومت کے باغی راجہ جگت سنگھ کے خلاف تلوار اٹھائی اور اسے شکست دیکر قلعہ تاراگڑھ فتح کیا۔ اسی مغلیہ دور حکومت میں شیخ یسین افغانؒ کی اولاد میں حضرت شیخ سلیمان صاحبؒ اور حضرت ملاحسین صاحبؒ کفروشرک کے خلاف اسلامی تعلیمات کی تبلیغ وتدریس میں مصروف رہے۔ مانکی شریف کا مشہور علمی اور روحانی پیرخاندان اور اکوڑہ کے مشہور عالم دین قاضی امین الحق صاحبؒ اور دیگر قاضی خیل اور ملایان خاندان وغیرہ آپ کی اولاد میں شامل ہیں۔ مغلیہ دور میں خوشحال خان خٹک کے برادخورد قطب الاقطاب فقیر جمیل بیگ صاحبؒ بھی تبلیغ اسلام اور رشدوہدایت میں مصروف رہے۔ آپ شیخ رحمکاریہ کاکا صاحبؒ کے مرید خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔

(ج). دوراحمدشاہ ابدالی :-

احمدشاہ ابدالی کے زمانے میں جب مرہٹوں نے پنجاب پر حملہ کیا۔ تواحمدشاہ ابدالی نے جنگ حسن ابدال میں مرہٹوں کا مقابلے کرنے کیلئے سرداران اکوڑہ خٹک کو بھی روانہ کیا۔ سردار اکوڑہ خوشحال خان ولد سعداللہ خان خٹک حسن ابدال کے مقام پر مرہٹوں کے خلاف بہادری کے جوہردکھاتا ہوا شہید ہوا۔ بعد میں سعادتمندخان اکوڑہ بھی جنگ میں شامل ہوا۔ آپ نے بہادری اور شجاعت کے وہ کارنامے سرانجام دیئے کہ احمد شاہ ابدالی نے خوش ہوکر جہلم تک کی حکمرانی سعادتمندخان خٹک کو بخشی۔ پانی پت کی تیسری لڑائی (سنہ ۱۷۶۱ء) میں احمدشاہ ابدالی نے آپ کی شجاعت اور دلیرانہ کارکردگی کے پیش نظر آپ کو سرفراز خان کا خطاب بخشا۔

تحریک آزادی کی ابتداء

(د). سکھوں کا دور حکومت :-

امام الہند شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی تعلیمات سے فیض یاب جانشین حضرت عبدالعزیز صاحبؒ نے برصغیر کے مسلمانوں میں نئی روح پھونکنے کیلئے جس مبارک تحریک کی بنیاد ڈالی تھی، اس کا

موثر ترین اظہار سید احمد شہید بریلویؒ (۱۷۸۶ء / ۱۸۳۱ء) اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی زیر قیادت ہوا۔ حضرت سید احمد شہید بریلویؒ نے ۱۷ جنوری ۱۸۲۶ء کو سفر جہاد اختیار کیا۔ اس وقت آپکے ہمراہ پانچ چھ ہزار ہندوستانی مجاہد تھے۔ جنہوں نے سکھوں کے خلاف جہاد کرنے اور مسلمانان پنجاب و سرحد کو مذہبی آزادی دلانے اور اسلامی شریعت نافذ کرنے کا پختہ عزم کیا۔ بریلی سے گوالیار، ٹونک ، اجمیر مارواڑ، حیدر آباد، شکار پور، بولان، قندھار ہوتے ہوتے ہوئے کابل افغانستان پہنچ گئے، اور وہاں سے آپ خیبر کے راستے پشاور میں وارد ہوکر نوشہرہ پہنچے۔

رئیس اکوڑہ امیرخان خٹک بیعت ودعوت جہاد:-

جب ۱۸۲۶ء میں سفر جہاد کے سلسلے میں حضرت سید احمد شہید بریلویؒ اپنے مجاہدین کے ہمراہ کابل سے پشاور پہنچے۔ وہاں دوتین روز قیام کرنے کے بعد ہشت نگر چارسدہ تشریف لے گئے۔ اور لشکر گاہ قائم کی۔ تو اس دوران اکوڑہ خٹک کا رئیس امیرخان خٹک ملاقات کیلئے پہنچا اور شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ اور ساتھ ہی عرض کی کہ بدھ سنگھ بڑے لشکر کے ساتھ اکوڑہ خٹک پہنچ گیا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ آپ یہاں سے کوچ فرمادیں اور اس کو وہیں روک لیں۔

اکوڑہ خٹک کی سرزمین پر پہلا معرکۂ حق و باطل:-

جنگ شروع کرنے سے پہلے آپ نے دربار لاہور کو ایک تحریری اعلام نامہ حسب قاعدہ شریعت بھیجا لیکن دربار لاہور نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ جرنیل بدھ سنگھ کو ایک بڑا لشکر دے کر مجاہدین کے مقابلے کیلئے بھیجا۔ سب سے پہلا معرکہ ۲۱ دسمبر ۱۸۲۶ء کو نوشہرہ سے سات آٹھ میل کے فاصلے پر اکوڑہ خٹک کے مقام پر ہوا۔ اس میں مجاہدین کامیاب رہے، اور بدھ سنگھ کو پیچھے ہٹنا پڑا (۱)۔ انگریز مؤرخ بھی اس سرزمین پر مجاہدین کی شجاعت کے گواہ ہیں۔ دی پٹھان کے مصنف اولف کررلکھتے ہیں۔ " سید احمد نے سب سے پہلے سکھوں کی اس طاقتور فوج کا سامنا کیا، جو بدھ سنگھ سندھا نوالیہ کی سرکردگی میں اکوڑہ بھیجی گئی تھی۔ سکھ کمانڈر نے دانشمندی سے کام لیکر اکوڑہ اور جہانگیرہ کے درمیان شیدو کے مقام پر مورچے بنالیئے تھے۔ جہاں سے سکھ فوج قبائل کے پرجوش حملے روکتی رہی۔ لیکن اسے سخت جانی نقصان اٹھانا پڑا یہاں تک کہ لڑائی زوروں پر تھی تو خود بدھ سنگھ بھی مارا گیا" (۲)۔

(۱). موج کوثر۔ شیخ محمد اکرم ص ۳۵۔ (۲). پٹھان۔ اردو ترجمہ ص ۴۲۳۔

جنگ اکوڑہ کے شہداء :-

تاریخ کتب کے اعداد وشمار کے مطابق اس جنگ میں حریف فوج سات ہزار افراد پر مشتمل تھی جبکہ مقابلے میں مجاہدین کی تعداد سات سو تھی۔ جس میں پانچ سو ہندوستانی اور دوسو قندھاری اور مقامی مجاہدین شامل تھے۔ راہ حق میں اس سرزمین پر دشمنان اسلام کے ہاتھوں شہید ہونے والے مجاہد شیخ باقر علی صاحب تھے۔ ۱۰ جمادی الاول ۱۲۴۲ھ (مطابق ۲۰ دسمبر ۱۸۲۶ء) چہارشنبہ اور پنج شنبہ کی درمیانی شب کو اس معرکے میں ہندوستانی مجاہدین میں سے چھتیس اور قندھاریوں اور مقامی مجاہدین میں تقریباً پنتالیس شہیداور دونوں میں سے تیس چالیس مجاہدین زخمی ہوئے۔ سات سو سکھ مارے گئے۔ اکوڑہ خٹک کی سرزمین پر حق کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرنے والے تحریک آزادی کے متوالوں اور شمع حریت کے پروانوں میں مندرجہ ذیل شہداء شامل ہیں۔

(۱). شیخ باقرعلی عظیم آبادی (۲)۔ اللہ بخش مورانوی (ضلع اناؤ) (۳). عبدالمجید خان، جہان آبادی، (۴). شمشیر خان جھدار مورنوی (۵). شیخ بدھن (۶). شیخ رمضان مورانوی (۷). شیخ ہمدانی خالص پوری صلیح آبادی (۸). علی حسن گشتوی (نزدتانکپور) (۹). غلام حیدرخان خالصپوری (ضلع لکھنئو) (۱۰). غلام رسول خان خالصپوری (۱۱). خدابخش خان (بمبئی) (۱۲). شادل خان خیرآبادی (۱۳). کریم بخش خان بڈھانوی (روہلکھنڈ) (۱۴). کریم بخش مسجد فتح پوری (۱۵). میاں جی احسان اللہ بڑھانوی (۱۶). شیخ معظم جگہ پٹ پوری (ضلع پرتاب گڑھ) (۱۷). دین محمدؒ کورہرستانوی (بیواڑہ اودھ) (۱۸). عباداللہ (موضع اعظم گڑھ) (۱۹). قاضی طیب (۲۰). امام خان خیرآبادی (۲۱). اولاد مادہری (۲۲). ہمایوں بیگ لکھنوی (۲۳). امام الدین خان رامپوری (۲۴). سید محمد لوہاروی (ضلع مظفرنگر) (۲۵). محمد کمال حزم پوری (۲۶). فہیم خان دین پوری (ضلع مظفر نگر) (۲۷). سید عبدالرحمان شیاملی (ضلع مظفرنگر) (۲۸). شیخ مخدوم مسجد فتحپوری (دہلی) (۲۹). غلام نبی خان گوالیاری (۳۰). عبدالرازاق دیوبندی (۳۲). جواہر خان لکھنوی (۳۲). منورخان ملیح آبادی (۳۳). عبدالجبار مورانوی (۳۴) سید عبدالرحمان سندھی (۳۵). حسن خان سندھی (۳۶) اکبرخان خالصپوری (۱)۔

---

(۱). دعوت وعزیمت۔ از مولانا سید ابوالحسن ندوی۔ حصہ ششم جلد ۱ (ص ۵۲۴ / ۵۲۵)

اس جنگ میں اکوڑہ کے مقامی شہداء میں حضرت حسن الدین شیخ صدیقی اور شیخ مرتضیٰ صدیقی کے اسماء گرامی بڑی تدقیق اور تحقیق کے بعد بحوالہ برادرم طاہر احمد سعید صاحب صدیقی راقم الحروف کو معلوم ہوسکے ۔ تاہم جو مزارات شہداء اب بھی اکوڑہ میں موجود ہیں ۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے ۔ (۱)۔ بادو باباؒ (نزد ایوب آباد) (۲)۔ چکنی بابا (کشی اکوڑہ) (۳)۔ شیخ بابا (نزدخانہ حاجی عزیزاللہ محلہ فرید خان) (۴)۔ چنے باباؒ (خانہ حنیف گل، محلہ فریدخان) (۵)۔ شہید باباؒ (خانہ عثمان گل محلہ فریدخان) (۶)۔ شہیدباباؒ (خانہ عجیب الرحمان کسکر محلہ شکورخان) (۷)۔ شہیدباباؒ (پشت خانہ صدبیداد شیرافضل خان محلہ شکورخان) (۸)۔ شیخ مرتضیٰ صدیقی (باغیچہ عمراخون محلہ قریشیان (۹)۔ شیخ حسن الدین صدیقی (شیدو) (۱۰)۔ گودرشاہ باباؒ نزددریائے لنڈا (۱۱)۔ شہیدباباؒ نزد خانہ مصباح الدین محلہ شکور خان (۱۲)۔ شہیدباباؒ (نزد خانہ عزیز الرحمان محلہ شیخ صدیقی) (۱۳) شہید باباؒ نزد خان بابواحسان الہیٰ محلہ شیخ صدیقی) (۱۴) شہیدباباؒ (نزد ریلوے لائن، قرب چاہ مولانا فضل من اللہ (۱۵)۔ شہیدباباؒ (نزد غرقہ کندہ اکوڑہ صحرا) (۱۶)۔ مبارک شاہ باباؒ (نزد گودرشاہ باباؒ) (۱۷)۔ شہیدبابا (نزد مڈل سکول اکوڑہ خٹک محلہ لگے زئی محلہ اکوڑہ کسی کے بہت سے مزارات جدید تعمیراتی دور کی نذر ہوچکے ہیں۔

جنگ اکوڑہ کا اثر:۔

سرزمین اکوڑہ خٹک پر حق وباطل کے اس معرکے کے اثرات کے بارے میں مولاناسید ابوالحسن ندوی تاریخ دعوت وعزیمت میں یوں رقمطراز ہیں: "اس جنگ کا اثر مسلمانوں اور مخالفین پر خاطر خواہ ہوا ۔ مسلمانوں کے دل بڑھ گئے اور حوصلے بلند ہوئے ۔ دربار لاہور کی بھی آنکھیں کھلیں ۔ ملکی سردار جوق درجوق آکر مبارک باد دینے لگے ۔ (۱)۔

بیعت جہاد اور مشائخ ورؤسا:۔

جن مشائخ اور قومی مشاہیر نے جنگ اکوڑہ خٹک کی کامیابی کے موقع پر سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی ۔ انمیں حضرت سید محمدامیرصاحبؒ المعروف بہ کوئے حضرت صاحب، حضرت گل باباقادریؒ ، حضرت اخوندحافظ عبدالغفور صاحبؒ سواتی، خان احمد خان کمال ہوتی مردان، شادی خان درانی (ہنڈ) خان محمداشرف خان مندنڑ زیدہ) ارباب فیض اللہ خان مہمند (پشاور)، ارباب بہرام خان خلیل (تہکال) خان محمد خان (شاہی) خان امیرمحمدخان باجوڑی، خان فتح خان خدوخیل (پنجتار) خان امیرخان خٹک، رئیس اکوڑہ، خان مقرب خان خدوخیل پنجتار شامل ہیں (۲)

---

(۱)۔ تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ ششم جلد ا (ص ۵۲۴ / ۵۲۵)۔

(۲)۔ اولیائے پاکستان قاضی عبدالحلیم اثر (ص ۸۷۰ / ۸۷۱)

ان قومی سرداروں ، علماء اور مشائخ کے اثر رسوخ ، دعوت اور تبلیغ کا نتیجہ یہ نکلا کہ وادی پشاور کے یوسفزئی ، مندنڑ خٹک ، مہمند ، داودزئی ، ترکلائی ، گگیانی ، ماموم زئی وغیرہ قبائل جہاد کیلئے تیار ہوئے اور جمعیت کی شکل اختیار کی ۔ " شادی خان درانی کے مشورے کے مطابق سید صاحبؒ نے قلعہ ہنڈ (ضلع صوابی) کو جہاد کا مرکز بنایا ۔ (۱)

اکوڑہ خٹک کے یسین خیل خاندان کا انگریزوں کے خلاف جہاد :-

اکوڑہ خٹک کے مشہور یسین خیل خاندان میں شیخ ضیاء الدین بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں ۔ جن کا شجرہ نسب : شیخ ضیاء الدین ابن بدرالدین ابن محمد ابراہیم ابن اکرم بیگ ابن فتح محمد ابن محمد یوسف ابن یسین مختلف تاریخوں میں درج ہے ۔ بقول مؤلف اولیائے پاکستان قاضی اثر شیخ محمد یوسف میرنی باباکے نام سے مشہور ہیں ۔ آپ کا مزار موضع پڑانگ میں مرجع خلائق ہے (اولیاء پاکستان صفحہ ۹۹۸) ۔ اکوڑہ کے اسی خاندان میں جہاں علماء مشائخ گزرے ہیں ، اور یسین خیل قاضیان اور ملایان کی حیثیت سے زیادہ تر افراد درس وتدریس کے پیشے سے وابستہ رہے ہیں ۔ بلکہ اب تک وابستہ ہیں ۔ آج سے تقریباً تیس سال قبل اسی خاندان کے ایک بزرگ اکوڑہ خٹک کے مشہور مدرس جناب صاحب زادہ صاحبؒ نے راقم الحروف کو ملاقات میں بتایا تھا کہ اس قبیلے کے بعض گھرانوں کے افراد سے حضرت استاد شیخ ضیاء الدین اور ان کے فرزند حضرت مولانا شیخ عبدالوہاب صاحب المعروف بہ پیرصاحب مانکی شریف جو انگریزوں اور سکھوں کے خلاف جہاد میں مصروف تھے ۔ مجاہدین کیلئے بارود اور کمان تیار کروایا کرتے تھے ۔ اس لیے بعض گھرانے داروگراور کمان گر بھی مشہور ہوئے ۔ الغرض سکھوں کے مظالم سے تنگ آکر ان دونوں حضرات نے اکوڑہ سے ہجرت کی ۔ ۱۲۵۰ھ میں شیخ ضیاء الدین صاحبؒ بدرشی منتقل ہوئے ، وہاں تلقین جہاد کے ساتھ ساتھ جامع مسجد میں علوم دینیہ کی تدریس میں مصروف رہے ۔ آپ کا مزار اکوڑہ خٹک میں شیخ سلیمان باباؒ قبرستان میں مرجع خلائق ہے ۔ آپ کے فرزند حضرت شیخ عبدالوہاب صاحب المعروف پیرصاحب مانکی شریف (۱۲۲۲ھ / ۱۳۲۲ھ) سیدو شریف کے حضرت غوث الزمان کے مرید تھے ۔ اور اپنے پیرطریقت کے ساتھ ۱۸۶۳ء میں امبیلہ (سرکاوی) کی جنگ میں انگریزوں کے خلاف نبرد آزما تھے ۔ ۱۸۹۵ء میں مالاکنڈ کے مقام پر انگریزوں کے خلاف مصروف جہاد رہے ۔ قیام پاکستان کیلئے آپ کے نواسے جناب امین الحسنات پیرصاحب مانکی شریف کی خدمات اظہرمن الشمس ہیں ۔

---

(۱) تاریخ یوسفزئی ۔ اللہ بخش یوسفی (ص ۳۵۸)

رئیس المجاہدین حاجی صاحب ترنگزئی اکوڑہ خٹک میں :-

تحریک آزادی کی صف اول کے مجاہد جناب سید فضل واحد الملقب بہ حاجی صاحب ترنگزئی انگریزوں کے خلاف معرکوں میں پشتون قوم کی رہنمائی اور قیادت کرتے رہے اور ساتھ ہی معاشرتی اصلاح کا بیڑا بھی اٹھایا ۔ آزاد مدرسوں کا جال بچھایا ۔ غیر اسلامی طور طریقوں اور رسم ورواج کی بیخ کنی میں مصروف رہے ۔ آپ اسی مشغلے میں ۱۹۰۴ء اور ۱۹۱۳ء میں اکوڑہ خٹک تشریف لائے ۔ معاشرتی اصلاح کے ساتھ ساتھ یہاں کے باشندوں کو فرنگی استعمار کے خلاف بزد آزما ہونے کی دعوت بھی دیتے رہے ۔

تحریک ہجرت اور اکوڑہ خٹک کے مہاجرین :-

انگریز سامراج کے مظالم جب تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کے نتیجے میں اپنی انتہا کو پہنچ گئے تو ہندوستان کے مولانا عبدالباری نے ۱۷۶۵ء میں جاری کردہ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے فتوے کی روشنی میں ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا ۔ علمائے کرام اور پیران عظام نے لوگوں کو ترک وطن پر آمادہ کرنے کی تحریک شروع کی ۔ مئی ۱۹۲۰ء میں مولانا محمد علی اور اس کے رفقاء نے وائسرائے ہند کو چیلنج دیا کہ اگر مسلمانان ہند کے مطالبے ایک ماہ تک منظور نہ کئے گئے تو ہندوستان کے مسلمان ہجرت کرنے پر مجبور ہوجائیں گے ۔ اور افغانستان چلے جائیں گے ۔ ان دنوں اعلیٰ حضرت امان اللہ نے بھی جذباتی تقریر کی جو روزنامہ " امان افغان " میں نطق ہمایون کے عنوان کے تحت شائع ہوئی ۔ اس میں مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی (میر احمد خیل یوسفزئی) کے مطالبات اور ہجرت کے چیلنج کا ذکر تھا ۔ غازی امان اللہ نے اس میں یقین دلایا تھا کہ افغانستان اپنی پوری ستطاعت کے ساتھ اس قسم کے مہاجرین کی خدمت کیلئے تیار ہے ۔ اس تقریر نے مسلمانان ہند میں نیا جوش پیدا کیا اور اعلان ہجرت کیا ۔ جون ۱۹۲۰ء میں جابجا ہجرت کمیٹیاں قائم کی گئیں ۔ صوبہ سرحد کے گوشے گوشے سے مہاجرین کے قافلے بیل گاڑوں ، پاپیادہ اور باربردار جانوروں کے ذریعے سوئے افغانستان روانہ ہوئے ۔ اکوڑہ خٹک سے جن افراد نے اپنی بیل گاڑیوں میں پشاور تک سفر کیا اور بعدازاں پیدل کابل پہنچے ، ان میں زینور شاہ بابا (محلہ عادل ذات) باچاگل (محلہ حاجی رحمان الدین) سید احمد (محلہ شکور خان) غلام جیلانی (محلہ قصابان) اور بہت سے دوسرے حضرات شامل ہیں ۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کے والد محترم جناب الحاج معروف گل صاحبؒ نے

مہاجرین کیلئے بیل گاڑی خریدی تھی۔

خدائی خدمت گار تحریک ــ اور اکوڑہ خٹک :-

۱۹۲۴ء میں باچاخان نے قید سے رہائی کے بعد پشتون قوم کی تعلیمی اور معاشرتی اصلاحی مہم کی ابتداء کی۔ اور انجمن اصلاح افاغنہ قائم کی۔ بیرسٹر میاں احمد شاہ اور پشتو کے آتش نوا شاعر محمد اکبر خادم نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خادم صاحب اکوڑہ کے مشہور قبیلے "قریشیاں" سے تعلق رکھتے تھے۔ آزادی کے بارے میں آپ ہی کے مشہور زمانہ پشتو شعر ہے:

نه کلونه دغلام   په غلامی کښې   نه ساعت دآزادئ که ځنکدن وی

ترجمہ:- نہ غلامی میں غلام کے سالہاسال۔ نہ لمحہ آزادی اگرچہ جانکنی کا لمحہ ہو۔

انجمن اصلاح افاغنہ اور افغان یوتھ لیگ نے ۱۱ اپریل ۱۹۳۰ء کو خان عبدالغفار خان اور دیگر رہنماؤں کے مشورے سے خدائی خدمتگار تحریک کی شکل اختیار کی۔ ۲۲ اگست ۱۹۳۰ء کو اس تحریک کا حلف نامہ مرتب ہوا۔ برصغیر کی آزادی کے سلسلے میں اس تحریک نے جو قربانیاں پیش کی ہیں، وہ ہماری تاریخ میں روشن باب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اکوڑہ کی جن سیاسی شخصیتوں نے خدائی خدمتگار تحریک اور بعد میں سرخپوش تحریک وکانگریس میں نمایاں کرداد ادا کیا، ان میں قاضی ظہیرالدین، سیف الحق صدیق، قاضی عبدالودود، چاچا غلام ربانی، غلام خان کشمیری وکانگریس، عبدالحمید کشمیری، ماسٹر نورالبصر، قاضی شمس الحق، قاضی شریف اللہ، سیدنور بادشاہ اور بعد میں باچاخان کے قریبی ساتھیوں میں جناب اجمل خٹک، حاجی محمد آثم، حیاگل جرنیل، شیرین خان، رحیم بخش اوردیگر حضرات شامل ہیں۔

اکوڑہ خٹک پر انگریزی فوج کا حملہ :- برطانوی سامراج نے ۱۹۳۱ء میں بنگال، صوبہ جات متحدہ اور شمال مغربی صوبہ میں جس طرح ظلم وتشدد کا بازار گرم رکھا۔ اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ حالانکہ لندن میں نومبر ۱۹۳۱ء میں گول میز کانفرنس ہورہی تھی اور صوبہ سرحد میں خدائی خدمتگاروں کے دفتروں پر چھاپے پڑ رہے تھے۔ ان کے مشہور رہنما پابہ زندان تھے۔ ان کے گھروں کی بے حرمتی کی جارہی تھی، تاکہ آزادی کے متوالے آزادی کا مطالبہ نہ کریں۔ ۷ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو گورا فوج اور ملیشیا نے خدائی خدمتگاروں کے دفتر واقع مکان قاضی عبدالودود پر چھاپہ مارکر جھنڈا اتارا اور خدائی خدمتگاروں کو پیٹا حاجی مظفرالدین (مالک مکتبہ صدیقیہ اکوڑہ) کے گلے میں قرآن پاک تھا۔ انگریز پولیس کپتان بیلی رام نے مظفرالدین کو مارا پیٹا او۔ قرآن پاک اس کے

گلے سے اتار کر دور پھینکا۔ اس چھاپے میں عبدالحمید کشمیری، غلام محی الدین حجام، حاجی محمد آثم (محلہ دھوبیان) اور سعداللہ خان (محلہ شیخان) بری طرح زخمی ہوئے۔

اکوڑہ خٹک کے سزایافتہ خدائی خدمتگار:۔

تحریک آزادی کے اس کٹھن مرحلے پر ۱۹۱۳ء میں اکوڑہ خٹک کے جن خدائی خدمتگاروں کو انگریز سامراج نے قیدوبند کی سزادی ان میں قاضی ظہیرالدین صاحب، قاضی عبدالودود صاحب، جرنیل سیف الحق صدیقی صاحب، ماسٹر نوالبصر صاحب، قاضی شمس الحق صاحب، میجر شیرین خان صاحب، سیدنور بادشاہ صاحب، چاچا غلام ربانی صاحب، غلام جان کاشمیری صاحب، قاضی شریف اللہ صاحب شامل تھے۔ صوفی میاں گل صاحب، محمد گل صاحب اور عبدالرفیق صاحب کو سو روپے جرمانہ کی سزا دی گئی۔

اکوڑہ خٹک میں مولانا عبدالرحیم پوپلزئی کی آمد:۔

۲۸ اپریل ۱۹۳۸ء کو اکوڑہ خٹک سوشلسٹ کانفرنس میں مولانا عبدالرحیم پوپلزئی اور پنجاب کے مشہور سماجی کارکن منشی احمددین نے تقریریں کیں۔ کانفرنس میں دو ہزار کے لگ بھگ افراد تھے۔ اس موقع پر "دجنگ بگل" کے نام سے پمفلٹ تقسیم کیا گیا۔ اس پمفلٹ کے مضامین کی تیاری وترتیب میں محمد انور خٹک اور حاجی محمد آثم پیش پیش تھے۔

اکوڑہ خٹک میں مسلم لیگ کا قیام:۔

اکوڑہ خٹک میں مسلم لیگ کے قیام اور تحریک پاکستان کے سلسلے میں خان اعلیٰ محمد زمان خٹک مرحوم پیش پیش تھے۔ اکوڑہ خٹک میں مسلم لیگ کا پہلا جلسہ ۴ اگست ۱۹۴۵ء کو منعقد ہوا۔ جس میں باشندگان اکوڑہ خٹک کو مسلم لیگ میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ خان اعلیٰ محمد زمان خان خٹک نے اس جلسے کی صدارت کی تھی۔ جناب بابو نورالہی قریشی، جناب ملک فرید خان، جناب حاجی محمد لکے زئی، جناب دلبراخون جناب مولانا امیرزادہ صاحب مسلم لیگ کے سرگرم کارکنوں میں شامل تھے۔
بقول برادرم طاہر احمد سعید صدیقی اکوڑہ خٹک میں مسلم لیگ کا قیام ۱۹۳۶ء میں عمل میں لایا گیا۔

تحریک آزادی اور اکوڑہ خٹک کے دینی مدارس:۔

رئیس المجاہدین حضرت مولانا سید احمد شہید بریلویؒ نے جب اکوڑہ خٹک کی سرزمین پر قدم رکھا، تو فرمایا: "یہاں کی مٹی سے مجھے علم کی خوشبو آرہی ہے"۔ آپ کا یہ ارشاد بجا تھا۔ انگریزوں کے دور حکومت میں جہاں اکوڑہ خٹک کے غیور فرزندوں نے وقتاً فوقتاً نعرہ حریت بلند کیا۔ وہاں یہاں کے بیشتر علماء علوم دینیہ کی تدریس میں مصروف تھے اور برطانوی سامراج کے خلاف علوم دینیہ سے منور مجاہدین اور باعمل علماء کی ایک بہت بڑی تعداد تیار کررہے تھے۔ اکوڑہ خٹک کی

مشہور مساجد میں جو دینی مدارس قائم تھے ان میں اکوڑہ خٹک کے مشہور روحانی پیشواحضرت قطب الارشاد سید مہربان شاہ صاحب (المتوفی ۱۳۶۷ھ) کا قائم کردہ مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم جو قیام پاکستان کے بعد جامعہ اسلامیہ کے نام سے مشہور ہوا سرفہرست ہے ۔ تحریک آزادی کے نامور سپوت جناب حاجی صاحب ترنگزئیؒ کے رفیق خاص حاجی محمدامین صاحبؒ اسی مدرسے کے فارغ تھے ۔ اکوڑہ خٹک کے شیخ صدیقی خاندان کے مشہور عالم دین حضرت مولانا عبدالقادر صاحبؒ (۱۸۸۴ء ۔ ۱۹۲۴ء) نے دریائے لنڈا کے کنارے سفید مسجد میں مدرسہ اعظمیہ قائم کیا تھا ۔ جس کے اساتذہ میں اکوڑہ خٹک کے ممتاز عالم دین مولانا سید عبدالنور صاحب المعروف بہ بہ صحرئی ملاصاحبؒ شامل تھے ۔ موصوف حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگو ہی صاحبؒ کے تلامذہ میں سے تھے ۔ اور یوں اشاعت علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ اس شمع حریت کو بھی روشن رکھا جو آپ تحریک آزادی کے سلسلے میں اکابرین دیوبند کی صحبت سے اپنے ساتھ لائے تھے ۔ اس دوران حضرت سید عبدالرحیم صاحبؒ المعروف بہ قصابا نو حاجی صاحب (۱۸۴۸ء ۔ ۱۹۵۶ء) محلہ قصابان کی قدیم مسجد میں طویل عرصے تک درس وتدریس میں مصروف رہے ۔ اور جید علماء دین کی ایک بڑی کھیپ تیار کی ۔ اکوڑہ خٹک کے مشہور عالم دین حضرت مولانا عبدالقیوم استاد صاحبؒ نے محلہ کفش گر میں علوم دینیہ کی تدریس جاری رکھی ۔ خدائی خدمتگار تحریک کے معروف کارکن اور مشہور شاعر نے جناب عبدالخالق خلیق اور جناب اجمل خٹک آپ ہی کے شاگردوں میں سے ہیں۔

دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد مرشدی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ نے ۱۹۲۳ء میں اپنی مسجد میں درس نظامی میں شامل دینی کتب کی تدریس شروع کی ۔ ۱۹۳۵ء میں آپ نے بچوں کیلئے دینی تعلیم کی غرض سے مدرسہ تعلیم القرآن کی بنیاد رکھی ۔ جہاں پرائمری سکول میں رائج کتب کے علاوہ بچوں کو ناظرہ پڑھایا جاتا تھا ۔ نماز جنازہ ، نماز عید سکھائی جاتی تھی ۔ اور بعض قرآنی سورتیں بچوں کو حفظ کرائی جاتی تھیں ۔ یہ سلسلہ اب تک جاری ہے ۔ اس مدرسے کے پہلے مدرس تحریک آزادی کے نامور کارکن اور مشہور پشتو شاعر قاضی عبدالودود اسیر صاحبؒ تھے ، جنہوں نے آزادی کے حصول کی خاطر فرنگی قید کی صعوبتیں بھی برداشت کی تھیں ۔ تحریک آزادی کے جید عالم دین شیخ الاسلام حضرت مولانا سید احمد مدنی صاحبؒ ۹ مئی ۱۹۳۸ء کو دیوبند سے اکوڑہ تشریف لائے اور مدرسہ تعلیم القرآن کا معائنہ فرمایا ۔ اس موقع پر خان اعلیٰ محمد زمان خان خٹک صاحب بھی موجود تھے ۔ آپ نے فی البدیہہ نظم میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ۔ اس نظم کے چند شعر ملاحظہ ہوں ۔

یہ مولانا حسین احمد ہیں یارو   جنہیں تم دیکھتے ہو چشم سر سے

رکھو پاس ادب خاموش ہوکر بھرو دامان دل علمی گہر سے
کہاں یہ بطل حریت کہاں ہم جولاتے گھر نہ عبدالحق ہنر سے
ہیں مولانائے عبدالحق جو ہم میں رہیں گے اے خٹک فتح ونصر سے
یہ مکتب درس اسلامی کا یارب رہے محفوظ ترسوئے نظر سے

(یادگار خٹک ص ۱۴)

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا قیام ہمارے لیے آزادی کے تحائف میں سے ایک بیش بہا اور بے مثل تحفہ ہے۔ ۱۹۴۷ء میں اس مثالی دینی ادارے کے قیام کا پس منظر مرشدی حضرت شیخ مولانا عبدالحق صاحب (۱۹۰۶ء تا ۱۹۸۸ء) بیان فرماتے تھے "جس وقت تقسیم ہوئی، پاکستان بنا تو اس وقت ہم نے بھی یہ سوچا کہ اس ملک میں اسلام کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ پھر دل میں آیا کہ اسلام کے لیے اکیلے کیا کرسکتے ہیں؟ کچھ بھی نہیں کرسکتے۔ پھر دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ۱۸۵۷ء کی لڑائی کے بعد مولانا محمد قاسم نانوتوی اور انکے چند ساتھیوں نے اسلام کا جھنڈا لیکر بلند کیا اور اللہ تعالیٰ نے فتح کیا تو ہم کیوں یہ نہیں کرسکتے۔ کہ ہم اسلام کا جھنڈا لیکر اسلامی تعلیمات کا اور خصوصاً یہ پاکستان جس نظریے کی بنا پر بنا ہے ہم اس نظریے کو پھیلانے کیلئے کوشش کرتے ہیں۔ تو ہماری لہذا بھی اللہ تعالیٰ ضرور کریں گے۔ تو ہم نے سوچا کہ ہمارے پاس نہ دولت ہے اور نہ شریعت کے عملی نفاذ کا موقع۔ نہ ہم یہ کرسکتے ہیں کہ اس ملک میں اسلامی نظام نافذ کردیں اس لیے کہ اختیارات نہیں۔ لیکن کوشش تو کرسکتے ہیں۔ تو اگر ہم کوشش کرینگے ۱۸۵۷ء میں اسلام باقی رہا۔ اور پھر اس کی بعد تقسیم ہند کے وقت وہ علوم باقی رہے اور اب پورے برصغیر میں اسکی بڑی بڑی جامعات قائم ہوچکی ہیں۔ تو اب جب تقسیم ہوگئی لہذا اب اسلام، اسلامی علوم کو باقی رکھنے کیلئے مدرسہ کی بنیاد رکھی"۔ آزادی کے بعد اس ادارہ نے کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے ان کی تفصیل بڑی طویل ہے کیونکہ

یہ نصف صدی کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں۔

اکوڑہ خٹک کے شعراء اور تحریک آزادی:۔

تحریک آزادی کے سلسلہ میں اکوڑہ خٹک کے شعراء نے فرنگی استعمار کے خلاف جو قلمی جہاد کیا اور پشتون قوم میں جذبہ حریت پیدا کرنے کیلئے دور غلامی میں وقتاًفوقتاً جو نظمیں تخلیق کیں وہ ہماری ادبی اور آزادی کی تاریخ میں نمایاں حیثیت کی حامل ہیں۔ ان شعراء حضرات میں چند مشہور

شعراء کا ذکر یہاں بے جا نہ ہوگا۔

خان اعلیٰ محمد زمان خان خٹک (۱۲۸۴ھ ۔ ۱۳۷۹ھ) :- آپ اکوڑہ خٹک میں مسلم لیگ کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں ۔ فرنگیوں نے آپکو خان بہادر کا خطاب دیا تھا لیکن تحریک پاکستان کے سلسلے میں آپ نے خطاب واپس کردیا ۔ قوم نے آپ کو خان اعلیٰ کا خطاب دیا ۔ قیام پاکستان کے سلسلے میں قائداعظم دن رات محنت کررہے تھے تو آپ نے ان الفاظ میں انہیں خراج عقیدت پیش کیا ۔

یارب زبادتند حوادث نگاہ دار　　اے پیر کارواں مدد غیب یاد تاں
محکم ززور بازوئے ملت شود بزور　　اے خضر ! یاری تو رساندبہ منزلش
قومی سفینہ راکہ بہ قلزم فتادہ است　　جیش عدوئے دین بہ کیں ایستادہ است
قومی اساس کارکہ قائد نہادہ است　　مشرک بدوش برق وموحد پیادہ است

جناب محمد اکرم خادم قریشی (۱۸۸۸ء ۔ ۱۳۷۳ھ) :- آپ کے والد اکوڑہ خٹک سے چارسدہ منتقل ہوئے ۔ اور خادم صاحب نے خدائی خدمتگار تحریک میں ازادی کے سلسلے میں جو نظمیں لکھیں تھیں وہ اپنے دور میں بے حد مقبول تھیں ۔ " نظم آزادی " کے دو شعروں کا اردو ترجمہ بطور نمونہ پیش خدمت ہے ۔

که دخیال د آزادی دخپل وطن وی　　اگر تمھیں اپنے وطن کی آزادی کا خیال ہو
که دا اور دی لګیدلے په بدن وی　　اگر تمھارے بدن میں آتش حریت لگی ہو
نور غمونه ددنیا کړه واړه شاته　　تو باقی تمام غم پس پشت ڈال
که دې مینه دې لیلیٰ ته ددیدن وی　　اگر تمھیں لیلیٰ آزادی کے دیدار کی آرزو ہو(رسالہ پشتو

جناب قاضی عبدالودود اسیر (۱۹۰۸ء ۔ ۱۹۹۴ء) :- فرنگی استعمار کے خلاف آپ نے جو انقلابی نظمیں لکھیں تھیں اور تحریک آزادی کی سلسلے میں سرخپوش تحریک کے سٹیج پر مختلف اجتماعات میں پیش کیں وہ بے حد مقبول ہوئیں ۔ انگریز استعمار نے کئی بار آپ کو پس زندان ڈالا ۔ نمونہ اشعار :-

اے پښتونه پاڅه غور ده ځان وکړه　　ده وطن ده ازادئ څه سامان وکړه
لکه مصر چه ازاد جمال الدین کړو　　ته د هند د ازادئ اعلان لوکړه

(ترجمہ) اے افغان اٹھ وطن کی آزادی کی فکر کر ، اپنی جان کی فکر کر ، جیسے جمال الدین نے مصر کو آزاد کیا ۔ تو ہند کی آزادی کا اعلان کر ۔ (رسالہ پشتون اپریل ۱۹۳۹ء)

جناب خیرالبشر زخمی :-(۱۹۲۰ء ۔ ۱۹۷۷ء) :- خدائی خدمتگار تحریک کے ایک فعال کارکن کی حیثیت سے آپ نے متعدد انقلابی نظمیں تخلیق کیں ۔ آپکی ایک نظم کے دواشعار بطور نمونہ پیش خدمت ہیں

خدایه څهٔ شو د پښتون هغه غیرت چې به ئې سر وو تل دفخر نه لوچت

نن هغه ځان ته کندرغواړي به سول چې پرون د چا به هند وو حکومت

ترجمہ:۔ خدایا کہاں گئی وہ پشتون کی غیرت، جن کا سر ہمیشہ فخر سے اونچا ہوتا تھا، وہ آج کھنڈر کی بھیک مانگ رہا ہے جو کل ہند پر حکمران تھا۔ (رسالہ پشتون جنوری ۱۹۴۷ء)

جناب عبدالکبیر اکوڑوی:۔ آزادی کے سلسلے میں مرحوم کی معیاری انقلابی نظمیں جذبہ حریت سے سرشار پروانوں میں بے حد مقبول تھیں۔ ایک نظم کے دو اشعار پیش خدمت ہیں:

اغیار به خپله بستره زموږ له ملکه وتړي د اتفاق نعره که وکړي مخلصان د وطن

پښتونه راشه دا رسۍ د اتفاق ونیسه به دښمنانو به دې خرخ کړي دښمنان د وطن

ترجمہ:۔ اغیار خود اپنا بستر باندھ کر چلے جائینگے۔ اگر اتفاق کا نعرہ مخلصان وطن بلند کریں۔ پشتون! آ اتفاق کی رسی پکڑ، دشمن تجھے اغیار کے ہاتھ فروخت کرلیں گے۔ (رسالہ پشتون جنوری ۱۹۳۹ء

جناب اجمل خان خٹک (۱۹۲۵ء پ۔):۔

انگریزی استعمار کے خلاف آپ کی پہلی نظم رسالہ پشتون میں ۱۹۴۰ء میں شائع ہوئی۔ جب آپ گورنمنٹ مڈل سکول اکوڑہ خٹک کے ساتویں جماعت کے طالب علم تھے۔ ملاحظہ ہوں آپ کی اس نظم کے چند اشعار:۔

څوک چې عاشق وی به خندا رسۍ د دار ښکلوی

دګل د یاره بلبلان څوکې د خار ښکلوی

چې په سینه باندے ګولۍ د ملک د یاره زغمی

هر یو بشر ئې به عزت مدام یادګار ښکلوی

د وطن ناوی بهٔ هغه ننګیالے ځوان راولی

څوک چه به خپلو وینو رنګ د خیل دیوار ښکلوی

ترجمہ۔ وہی عاشق صادق کہلاتا ہے جو ہنس ہنس کر دار و رسن کو چومتا ہے۔ گل کی خاطر نوک خار کو بھی بوسہ دیتی ہے۔ جو سپوت وطن عزیز کی خاطر اپنے سینے پر زخم کھاکر جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو لوگ اسی کے سنگ مزار کو بوسہ دینا سعادت سمجھتے ہیں۔ عروس وطن کو وہی باحمیت نوجوان لا سکتا ہے جو اپنے لہو سے جیل کی دیواروں کو سجاتا ہے۔